Digitized by Khilafat Library Rabwah

روزنامہ
الفضل ربوہ
رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴
فون: ۴۴۹
ایڈیٹر: نسیم سیفی

جلد ۴۲-۷۷ | جمعرات ۲۔ ذوالحجہ ۱۴۱۲ھ۔ ۴۔ احسان ۱۳۷۱ ہش۔ ۴۔ جون ۱۹۹۲ء | نمبر ۱۲۹

خدا تعالیٰ سے تعلق جرائم کو روکتا ہے

کوئی دنیا کا قانون کوئی دنیا کی پولیس جرائم کو روک نہیں سکتی۔ جرائم کو دبا سکتی ہے اور جرائم کو روکنے کے لئے صرف خدا تعالیٰ کا تصور اور اس سے تعلق کا تصور ہے جو حقیقت میں کام کر سکتا ہے۔ ایسا انسان جو خدا پر یقین رکھتا ہے اور خدا سے ملاقات کا یقین رکھتا ہے۔ اس کے اندھیرے بھی روشن ہو جاتے ہیں کیونکہ اسے چھپنے کی کوئی جگہ نظر نہیں آتی۔

(اقتباس از خطبہ فرمودہ سیدنا حضرت امام جماعت احمدیہ الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز ۵۔ اکتوبر ۱۹۹۰ء)

احمدی احباب کی تربیت کے لئے

ارشادات حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ

"استقامت خدا تعالیٰ کے اختیار میں ہے ہم نے دعا کی ہے اور کریں گے لیکن تم بھی خدا تعالیٰ سے استقامت کی توفیق طلب کرو۔ استقامت کے یہ معنے ہیں کہ جو عہد انسان نے کیا ہے اسے پورے طور پر نبھاوے۔ یاد رکھو کہ عہد کرنا آسان ہے مگر اس کا نباہنا مشکل ہے اس کی ایسی ہی مثال ہے کہ باغ میں تخم ڈالنا آسان مگر اس کے نشوونما کے لئے ہر ایک ضروری بات کو ملحوظ رکھنا اور آبپاشی کے اوقات پر اس کی خبر گیری کرنی مشکل ہے۔ ایمان بھی ایک پودا ہے جسے اخلاص کی زمین میں بویا جاتا ہے اور نیک اعمال سے اس کی آبپاشی کی جاتی ہے۔ اگر اس کی ہر وقت اور موسم کے لحاظ سے پوری خبر گیری نہ کی جاوے تو آخر کار تباہ اور برباد ہو جاتا ہے۔ دیکھو باغ میں کیسے ہی عمدہ پودے تم لگاؤ لیکن اگر لگا کر بھول جاؤ اور اسے وقت پر پانی نہ دو یا اس کے گرد باڑ نہ لگاؤ تو آخر کار نتیجہ یہی ہوگا کہ یا تو وہ خشک ہو جاویں گے۔ یا اُن کو چور لے جاویں گے۔" (ملفوظات جلد سوم صفحہ ۶۲۳)

"اگر دعا اپنے اختیار میں ہوتی تو انسان جو چاہتا کر لیتا۔ اس لئے ہم نہیں کہہ سکتے کہ فلاں دوست یا رشتہ دار کے حق میں ضرور فلاں بات ہو ہی جاوے گی۔ بعض وقت باوجود سخت ضرورت محسوس کرنے کے دعا نہیں ہوتی اور دل سخت ہو جاتا ہے۔ چونکہ اس کے سِرّ سے لوگ واقف نہیں ہوتے اس لئے گمراہ ہو جاتے ہیں۔ اس پر ایک شبہ یہ پیدا ہوتا ہے کہ پھر جفّ القلم والی بات (یعنی مسئلہ تقدیر جس رنگ میں سمجھا گیا ہے) ٹھیک ہے لیکن اس کا جواب یہ ہے کہ خدا کے علم میں سب ضرور ہے لیکن اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ خدا تعالیٰ اس بات پر قادر نہیں ہے کہ فلاں کام ضرور ہی کر دیوے۔ اگر لوگوں کا یہی اعتقاد ہے کہ جو کچھ ہونا تھا وہ سب ہو چکا اور ہماری محنت اور کوشش بے سود ہے۔ تو دردِ سر کے وقت علاج کی طرف کیوں رجوع کرتے ہیں۔ پیاس کے لئے ٹھنڈا پانی کیوں پیتے ہیں؟ بات یہ ہے کہ انسان کے تردد پر بھی کچھ نہ کچھ نتیجہ ظاہر ہونا ہے۔" (ملفوظات جلد سوم صفحہ ۶۲۸)

درخواست دعا

مکرم صاحبزادہ مرزا عبدالصمد احمد صاحب کی والدہ کا پتّے کا اپریشن عید کے بعد راولپنڈی میں ہونا ہے۔ احباب جماعت کی خدمت میں دعا کی درخواست ہے۔

حضور انور کے منظور کردہ منصوبہ کفالت یکصد یتامیٰ کے بارے میں ضروری اعلان

جو دوست یتامیٰ کی خبر گیری اور کفالت کے خواہشمند ہوں وہ ایک یتیم کی کفالت کے جملہ اخراجات ادا کر کے اس بابرکت تحریک میں شامل ہو سکتے ہیں۔ مستحق یتیم بچوں پر عمر اور تعلیم کی ضروریات کے لحاظ سے تین صد روپے ماہوار سے سات صد روپے تک ماہوار خرچ کا اندازہ ہے۔ آپ اپنی خواہش اور مالی وسعت کے لحاظ سے جو رقم بھی باقاعدہ ماہوار مقرر کرنا چاہیں کمیٹی کو اس کی اطلاع کر دیں۔ اس غرض کے لئے اپنی رقوم امانت "کفالت یکصد یتامیٰ" خزانہ صدر انجمن احمدیہ ربوہ میں براہ راست یا مقامی انتظام جماعت کی وساطت سے جمع کروانا شروع کر دیں۔ اگر رقم مقامی جماعت میں ادا کریں تو اس کی اطلاع ذیل کے پتہ پر بھی بھجوا دیں۔

نیز احباب کی آگاہی کے لئے یہ بھی اعلان کیا جاتا ہے کہ حضور انور نے ایسے احباب کو بھی ادائیگی کی اجازت عطا فرمائی ہے جو گاہے گاہے کوئی رقم مقرر کئے بغیر کچھ نہ کچھ اس مد "کفالت یکصد یتامیٰ" میں مقامی انتظام جماعت کے ذریعہ حسب منشاء جمع کرانا چاہتے ہیں۔

(سیکرٹری یتامیٰ کمیٹی دارالضیافت ربوہ)

خدا تعالیٰ کے فضل اور فیضان کو حاصل کرنا چاہتے ہو تو کچھ کر کے دکھاؤ۔ ورنہ نکمی شے کی طرح تم پھینک دئے جاؤ گے۔

حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ

ظاہری عید کو عظیم الشان روحانی عید کے حصول کا ذریعہ بنائیں

اقتباس از خطبہ فرمودہ سیدنا حضرت امام جماعت احمدیہ الثانی اللہ تعالیٰ ہمیشہ آپ سے راضی رہے

"(اہلِ ایمان) کی حقیقی عید اللہ تعالیٰ کی بڑائی اور اس کی عظمت کے بیان کرنے میں ہی ہے۔ پس اگر ہم دنیا میں اللہ تعالیٰ کی عظمت قائم کرنے میں کامیاب ہو جائیں اس کے نام کو پھیلا دیں۔ اس کی بڑائی کو ثابت کر دیں اور اپنی تمام کوششیں اور مساعی اس غرض کے لئے وقف کر دیں کہ خدا تعالیٰ کا نام بلند ہو تو یقیناً ہماری عید حقیقی عید کہلا سکتی ہے لیکن اگر ہمیں اپنے فرائض کا احساس نہ ہو اور خدا تعالیٰ

باقی صفحہ ۷ پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

روزنامہ الفضل ربوہ | پبلشر: آغا سیف اللہ، پرنٹر: قاضی منیر احمد
مطبع: ضیاء الاسلام پریس۔ربوہ
مقامِ اشاعت: دار النصر غربی۔ربوہ | قیمت ایک روپیہ پچاس پیسے

۴۔احسان ۱۳۷۱ ہش ۴۔جون ۱۹۹۲ء

ہماری سوچ اور تدبیر

انسانی سوچ جائز خطوط کی طرف بھی رہنمائی کر سکتی ہے اور ناجائز خطوط کی طرف بھی۔ سوچ تو منبع ہے اس بات کا کہ ہم نے کامیابی حاصل کرنی ہے اور کامیابی کے ذرائع درست بھی ہو سکتے ہیں اور غلط بھی۔ اگر اللہ تعالیٰ سوچ کی رہنمائی نہ کرے تو وہ اچھے اور بُرے سے بے نیاز ہو کر ہمیں ایسی سمت میں لے جائے جو بظاہر کامیابی پر منتج ہوتی ہیں اگرچہ اس بات کا بھی امکان ہے کہ وہ کامیابی یا تو کامیابی ہی نہ ہو یا کامیابی ہو تو اس سے اگلے اقدام مضر ثابت ہوں۔ غرضیکہ سوچ بھی اسی صورت مفید ہو سکتی ہے کہ اللہ تعالیٰ سے رہنمائی حاصل کرے۔ انسان دعا کرے کہ الٰہی تُو میری سوچ کو اور میرے قول کو اور میرے عمل کو صحیح راستے پر رکھیو۔

تدبیر سوچ ہی کا نتیجہ ہوتی ہے۔ بالفاظ دیگر یہ کہا جا سکتا ہے کہ جب ہم سوچتے ہیں تو تدابیر ہمارے سامنے آتی ہیں اور ان تدابیر پر عمل کر کے ہم اپنے کام کو آگے بڑھاتے ہیں۔ لیکن تدبیر کو درست سمت دینے کیلئے ہماری سوچ کی سمت درست ہونی چاہیئے۔ حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ فرماتے ہیں:

"تدبیر سے مراد وہ ناجائز وسائل نہیں ہیں جو آجکل لوگ استعمال کرتے ہیں۔ بلکہ خدا تعالیٰ کے احکام کے مطابق ہر ایک سبب اور ذریعہ کی تلاش کا نام تدبیر ہے۔ ایسے ہی انسان کو اپنے نفس کے تزکیہ کے لئے تدبیر سے کام لینا چاہیئے اور شیطان جو اس کے پیچھے ہلاک کرنے کو لگا ہے اس کو دُور کرنے کے واسطے تدابیر بھی سوچنی چاہئیں۔"

گویا کہ تدبیر جو ہماری سوچ کا نتیجہ ہوتی ہے اسے خدا تعالےٰ کے احکام کے مطابق بنانا ضروری ہے اور یہ بات صرف اور صرف اس طرح حاصل ہو سکتی ہے کہ ہمارے دل و دماغ پر خدا تعالیٰ کے احکام چھائے ہوئے ہوں۔ ہم جب بھی اپنی سوچ کے دھارے کو آگے بڑھائیں تو اس کے خطوط خدا تعالےٰ کے احکام متعین کریں۔ اگر ہم ایک بات سوچیں اور یہ سمجھ لیں کہ اس سے ہمیں ضرور کامیابی حاصل ہوگی لیکن وہ طریق ہے خدا کے احکام کے خلاف تو یقیناً ہماری سوچ بھی غلط ہوگی۔ اور تدبیر بھی غلط۔ اور کامیابی بھی بابرکت ہونے کی بجائے منحوس ہو جائیگی۔

ان سب باتوں کے پیش نظر کہا جا سکتا ہے کہ سب سے پہلے اللہ تعالیٰ کے احکام سے واقفیت کی ضرورت ہے اور یہ واقفیت ہمارے رگ و پئے میں رچی ہونی چاہیئے۔ ادھر ہماری سوچ متحرک ہو اور ادھر خدائی احکام ہماری نظروں کے سامنے گھومنے لگیں۔

کچھ تو ایسے بھی چور ہوتے ہیں
نام کی تختیاں چُراتے ہیں
ان کا پیچھا کرو، انہیں پکڑو
یہ اندھیرے میں دندناتے ہیں

ـــــــ ابوالاقبال

فضل و کرم سے اپنے تو پھر ہمیں اے خدا سُنا
مُردوں کو زندہ کر دیا جس نے وہی ندا سُنا

وصلِ حبیب کی خبر، مژدۂ جاں فزا سُنا
آئی ہے کُوئے یار سے کچھ نہ کچھ اے صبا سُنا

کس کو سُناؤں کیا کہا کس کو بتاؤں کیا سُنا
جس کو کہا بھلا کہا جس سے سُنا بُرا سُنا

اے شہِ حُسن پھر، ہمیں چہرۂ دلکشا دکھا
اپنا کلامِ جاں فزا پھر ہمیں دلرُبا سُنا۔

یوں تو شکایتیں بہت سُنتے ہیں آپ غیر سے
میری زباں سے بھی کبھی کہئے کوئی گِلا سُنا

آپ کی بزمِ ناز میں مہر بلب کھڑا ہوں مَیں
آپ نے کوئی بات کی مجھ سے نہ مدّعا سُنا

دردِ دل اے خدا مرا کون سُنے گا اس طرح
مَیں نے ذرا ذرا کہا تُو نے ذرا ذرا سُنا

بات کی لوٹ پھیر میں رنج کا احتمال ہے
آپ نے جو کہا کہا بندہ نے جو سُنا سُنا

جاتا ہے گوہرِ حزیں آئے نہ آئے دیکھئے
بخشش دو اس غریب کو دوستو سب کہا سُنا

محمد ذوالفقار علی خان گوہرؔ

سیدنا حضرت امام جماعت احمدیہ (الثالث) مرزا ناصر احمد صاحب فرماتے ہیں۔

"اسی طرح کالجوں کے پروفیسر اور لیکچرار۔ سکولوں کے اساتذہ، کالجوں کے سمجھدار طلباء بھی اپنی رخصتوں کے ایام اس منصوبہ کے ماتحت کام کرنے کے لئے پیش کریں۔ سکولوں کے بعض طلباء بھی اس قسم کے بعض کام کر سکتے ہیں۔ کیونکہ سکولوں کے بعض طلباء ایسے بھی ہوتے ہیں۔ جو اپنی صحت اور عمر کے لحاظ سے اس قابل ہوتے ہیں کہ اس قسم کی ذمہ داریاں ادا کر سکیں۔ ان کو بھی اپنے نام اس تحریک کے سلسلہ میں پیش کر دینے چاہئیں بشرطیکہ وہ اپنا خرچ برداشت کر سکتے ہوں۔"

(خطبہ جمعہ۔ الفضل ۲۳۔ مارچ ۱۹۶۶ء صہ۲)

(ایڈیشنل ناظر اصلاح وارشاد تعلیم القرآن و وقف عارضی۔ ربوہ)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب - تعلقات کے دائرے

حضرت صاحبزادہ مرزا طاہر احمد صاحب فرماتے ہیں:

بچپن کے اس دور میں آپ کے تعلقات کے دائرے، اپنے ہم جولیوں بہن بھائیوں اساتذہ اور بزرگان، ماں باپ (حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ (-) اور اللہ تعالیٰ کی ذات والاصفات تک ممتد تھے۔ مخالفوں سے براہ راست سلوک کا کوئی موقعہ اس لئے پیدا نہیں ہوا کہ آپ کے لئے ان سے معاملہ کرنے کے مواقع ہی پیدا نہیں ہوئے اپنے سے کم عمر چھوٹے بچوں سے جو سلوک آپ فرماتے تھے اس کی ایک چھوٹی سی جھلک گھوڑی والے اس واقعہ میں گذر چکی ہے جس میں گھوڑی کی دم کا بال مانگنے پر آپ نے کس طرح ان غریب بچیوں کی دلجوئی فرمائی۔

آپ کے بچپن کے ساتھیوں کے تاثرات بھی یادگار روایات کی صورت میں کچھ دیئے جا چکے ہیں اور کچھ آئندہ دیئے جاتے رہیں گے۔ اس لئے اس پر بھی کوئی الگ باب باندھنے کی ضرورت نہیں۔ البتہ بہن بھائیوں سے آپ کا جو سلوک تھا اور ان کے دلوں پر آپ کی کیا تصویر بنی ہوئی تھی۔ یہ مطالعہ بڑا دلچسپ ہے۔

خوش قسمتی سے حضرت سیدہ نواب مبارکہ بیگم صاحبہ جو آپ کی چھوٹی ہمشیرہ اور ہمشیرگان میں بڑی ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے اس وقت بقید حیات ہیں (جب یہ کتاب شائع کی گئی تھی۔ اب آپ اللہ کو پیاری ہو چکی ہیں۔ ن۔س) اللہ تعالیٰ ان کی عمر میں اور صحت میں بہت برکت دے آپ نے صحت کی کمزوری کے باوجود تکلیف فرما کر اپنے تاثرات قلمبند فرمائے ہیں۔ جن میں سے فی الحال آپ کی یادوں کا وہ حصہ پیش کیا جاتا ہے جو بچپن کے ساتھ تعلق رکھتا ہے۔

آپ فرماتی ہیں:-

"میں نے حضرت (اماں جان۔ اللہ تعالیٰ ہمیشہ آپ سے راضی رہے) کو ایک خواب بیان فرماتے سنا ہے بلکہ خود مجھے بھی مخاطب فرما کر سنایا ہے دو چار بار فرمایا جب تمہارے بڑے بھائی پیدا ہونے کو تھے تو ایام حمل میں میں نے خواب دیکھا کہ میری شادی مرزا نظام الدین سے ہو رہی ہے اس خواب کا میرے دل پر مرزا نظام الدین کے اشد مخالف ہونے کی وجہ سے بہت برا اثر پڑا کہ دشمن سے شادی میں نے کیوں دیکھی۔ میں تین روز تک مغموم رہی اور اکثر روتی رہتی۔ تمہارے ابا یعنی حضرت بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ سے میں نے ذکر نہیں کیا۔ مگر جب آپ نے بہت اصرار کیا کہ بات کیا ہے کیا تکلیف پہنچی ہے مجھے بتانا چاہیئے تو میں نے ڈرتے ڈرتے یہ خواب بیان کیا۔ خواب سن کر تو آپ بے حد خوش ہو گئے۔ اور فرمایا اتنا مبارک خواب اور اتنے دن تم نے مجھ سے چھپایا۔ تمہارے ہاں لڑکا اسی حمل سے پیدا ہو گا اور نظام الدین کے نام پر غور کرو۔ اس کا مطلب یہ مرزا نظام الدین نہیں۔ تم نے اتنے دن تکلیف اٹھائی اور مجھے یہ بشارت نہیں سنائی اپنا بچپن کا ایک خواب یاد آگیا۔ یاد رہا اور کچھ سال ہوئے میں نے لکھ بھی لیا تھا۔ میں نے خواب میں دیکھا (میں خواب میں اوپر کے صحن میں کھڑی تھی) کہ ہمارے صحن کا کنواں لبالب پانی سے بھرا ہے اور ایک جوان نوعمر جس کی پشت سے بڑے بھائی صاحب مرزا بشیر الدین محمود احمد ہی معلوم ہوتے تھے تیز تیز اس کنواں کے گرد گھوم رہا ہے اور اس کی زبان پر اونچی آواز سے (....) آنکھ کھلی تو میرے بڑے بھائی صاحب کا سر (صرف شانوں تک) میرے تکیہ پر تھا۔ پہلے تو میں دیکھتی رہی مگر جب وہ کیفیت دور ہو گئی تو ڈر کر حضرت بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ کو پکارا اور کہا کہ میں نے اس طرح خواب دیکھا ہے آپ نے فرمایا ڈرو نہیں۔ بہت مبارک خواب ہے۔ جہاں تک مجھے یاد ہے حضرت اماں جان کی زبانی دائی کا نام ہرادائی تھا (ابتدائی امر بھی حضور خود مکمل فرماتے) اور غالباً شہد وغیرہ بھی خود ہی چٹاتے ہوں گے۔ مگر اس کے لئے خاص الفاظ حضرت اماں جان (اللہ تعالیٰ ہمیشہ آپ سے راضی رہے) کے مجھے یاد نہیں۔ حضرت اماں جان نے فرمایا کہ جب تمہارے بڑے بھائی پیدا ہوئے تو عصمت (ہماری بہن) سو رہی تھی خادمہ نے اس کو جگایا اور کہا اٹھو بی بی تمہارا بشیر آگیا۔ کیونکہ بشیر اول کی وفات پر غالباً عصمت اس کو یاد کرتی ہونگی اماں جان نے فرمایا کہ وہ اٹھ کر بجائے میری طرف آنے کے "میرا بشیر آگیا" کہتی ہوئی اپنی بڑی والدہ (والدہ حضرت مرزا سلطان احمد صاحب) کی طرف یعنی تائی صاحبہ کے گھر کو دوڑ گئی۔ اس کو اپنی بڑی والدہ سے بہت تعلق تھا اور وہ بھی اس کو بہت پیار کرتی تھیں۔

ایک (-) وغیرہ کی کوئی تقریب میں نے نہ سنی نہ دیکھی۔ قرآن مجید ناظرہ ختم کرنے کی بے شک تقریب ہم سب کی ہوئی اور بہت دھوم سے ہوئی۔ آپ نے شروع میں جہاں تک مجھے یاد ہے۔ اکثر سنا ہوا (نام یاد نہ رہا اس وقت بنگالی صاحب تھے نیز ان کی اہلیہ صاحبہ کا دودھ میرے منجھلے بھائی صاحب نے پیا تھا۔ زینب (بیگم مصری عبدالرحمن) کے والد صاحب رفیق بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ تھے۔ مخلص تھے ایک خط ان کا میرے پاس رکھا ہے میرے میاں کو لکھا تھا۔ ایک بہت مبشر خواب مگر (نام ان کا بھول گئی۔ اس وقت) مگر اللہ کے ساتھ نام تھا۔ یاد ہی نہیں آرہا۔ غالباً ان سے ہی ابتداء میں پڑھا پھر سکول میں بھی۔ پھر شوق سے جو پڑھنا شروع کیا تو حضرت (-) اول اللہ تعالیٰ ہمیشہ آپ سے راضی رہے۔ سے قرآن مجید اور حدیث پڑھنے لگے۔ کیونکہ اس وقت مطالعے پر زور تھا اور اکثر مسائل پہ حدیث وغیرہ پر میرے چھوٹے ماموں جان سے گھر پر بھی باتیں ہوتی تھیں۔ ان کی توجہ علم دین کی طرف ہی رہی۔ مگر یہ نہیں کہ ہر وقت لگے ہی رہیں۔ میز پر قرآن شریف، عربی کی کتابیں، لغت وغیرہ کتب حدیث اور ایک انجیل بھی ضرور رکھی رہتی تھی۔ اسی طرح شیعوں کے مراثی اور کتابیں مختلف مسائل کی ہونگی ضرور۔ مگر میں نے انجیل پڑھ کر دیکھی کچھ حصہ اور مرثیے پڑھے یہ یاد ہے۔ انیس اور دبیر بھی ان کے پاس تھے۔ کوئی خاص وقت پڑھائی پر صرف بھی نہیں کرتے تھے اور اندر بھی پڑھتے ضرور تھے مگر اتنا نہیں کہ دن رات جیسے لڑکے سر کھپاتے ہیں۔ ان کو تو اللہ تعالیٰ نے خود ہی اپنے فضل سے پڑھا دیا۔

حضرت مرزا بشیر احمد

اعمال کا تعلق دل سے

حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب ایک حدیث کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں:-

اس حدیث میں نفس کی اصلاح کا لطیف فلسفہ بیان کیا گیا ہے اور وہ یہ کہ انسان کے تمام اعمال کا منبع اس کا دل ہے۔ اگر انسان کے دل میں نیک اور پاکیزہ جذبات ہوں تو اس کے سارے اعمال لازماً نیکی کے راستے پر چلیں گے۔ لیکن اگر دل کے جذبات ناپاک اور گندے ہوں گے تو اعمال بھی لامحالہ گندے رستہ پر پڑ جائیں گے کیونکہ دل کے جذبات بیج کا رنگ رکھتے ہیں اور عمل وہ درخت ہے جو اس بیج سے پیدا ہوتا ہے۔ پس اصلاح کے لئے اصل فکر دل کی ہونی چاہیئے۔ اگر قوم کے لیڈر اور ملک کے اخبارات عوام الناس کے دلوں میں اور کالجوں کے پروفیسر اور سکولوں کے اساتذہ طلباء کے دلوں میں اور والدین اپنے بچوں کے دلوں میں نیک جذبات پیدا کر دیں اور ان میں خدا کی محبت اور رسول کی محبت اور دین کی محبت کے ساتھ ساتھ قوم کے درد اور خدمت اور قربانی اور صداقت اور دیانت کا بیج بو دیں تو پھر نیک اعمال کے لئے علیحدہ فکر مند ہونے کی ضرورت نہیں۔ بلکہ دل کا تقویٰ خود بخود عمل صالح کا درخت اگانا شروع کر دے گا لیکن اگر دل خراب ہے تو عمل کا درخت اول تو اگے گا ہی نہیں اور اگر اگے گا تو فوراً ہی ٹھٹھر کر ختم ہو جائے گا۔ حضرت اقدس نے کیا خوب فرمایا ہے۔

ہر اک نیکی کی جڑ یہ اتقاء ہے
اگر یہ جڑ رہی سب کچھ رہا ہے

حق یہی ہے کہ انسان کا دل اس کے تمام نیک اعمال کا منبع اور مولد ہے۔ اگر دل ٹھیک ہو تو ہاتھ اور پاؤں اور زبان اور آنکھ کے اعمال خود بخود ٹھیک ہو جاتے ہیں۔ لیکن اگر دل گندا ہو تو انسان کے ہر عمل میں گندگی اور نجاست کی بو پیدا ہونی شروع ہو جاتی ہے۔ ایسا انسان اگر بظاہر نیک عمل بجا لاتا بھی ہو اس کے اعمال میں خشک تقالی یا منافقانہ ریاء کے سوا کچھ حقیقت نہیں ہوتی۔ ہر اصلاح کرنے والے کا فرض ہے کہ وہ سب سے پہلے دل کی فکر کرے کیونکہ دل جڑ کا قائم مقام ہے اور گندی جڑ سے کبھی پاک درخت پیدا نہیں ہو سکتا ○

Digitized by Khilafat Library Rabwah

فارسی منظوم کلام

حضرت بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ فرماتے ہیں:۔

اے دلبر و دلستان و دلدار
وَے جانِ جہان و نورِ انوار

اے دلبر محبوب اور دلدار اے جہان کی جان اور نوروں کے نور۔

لرزاں، ز تجلیت، دل و جاں
حیراں ز رُخت، قلوب و ابصار

جان و دل تیرے جلال سے کانپ رہے ہیں۔ قلوب اور نظریں تیرے رخ کو دیکھ کر حیران ہیں۔

در ذاتِ تُو جز تحیّرے نیست
ہنگامِ نظر، نصیبِ افکار

تیری ذات کے بارے میں حیرت ہی حیرت ہے غور و فکر سے جب بھی دیکھا جائے۔

در غیبی و، قُدرتت ہویدا
پنہانی و، کارِ تو نمودار

تو آپ غیب میں ہے مگر تیری قدرت ظاہر ہے۔ تو مخفی ہے مگر تیرے کام نمایاں ہیں۔

دُوری و، قریب تر ز جاں ہم
نُوری و، نہاں تر از شبِ تار

تو دور ہے مگر جان سے بھی زیادہ نزدیک ہے۔ تو نُور ہے مگر اندھیری رات سے بھی زیادہ پوشیدہ۔

آں کیست کہ، منتہائے تُو یافت
واں کُو کہ، شوَد محیطِ اسرار

وہ کون ہے جس نے تیری انتہا کو پایا اور وہ کون ہے جو تیرے بھیدوں پر حاوی ہو گیا۔

ان اشعار میں حضرت بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ نے خدا تعالیٰ کی طرف اس طرح توجہ دلائی ہے کہ انسان یہ باتیں سن کر از خود اس کی طرف کھچا چلا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ انسان کا حقیقی اور دائمی محبوب ہے۔ اور اس دنیا کا وہ ایسا نور ہے جس کے ذریعے انسان خود کو بھی پہچان سکتا ہے اور کون و مکاں کی ہر چیز کی ماہیت سے بھی آگاہ ہو سکتا ہے۔ حضور نے ان اشعار میں اللہ تعالیٰ کی محبت کا بھی ذکر فرمایا ہے اور اس کے خوف کا بھی۔ یہ تو ہم سب سمجھ سکتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی محبت سے کیا مراد ہے۔ لیکن جہاں تک خوف کا تعلق ہے یہ کسی حد تک گہری بات ہے۔ اسے سمجھنے کے لئے یہ بات پیش نظر رکھنا ضروری ہے کہ دراصل خوف بھی اس کی محبت ہی کی وجہ سے ہے۔ محبت میں انسان کوئی ایسا کام نہیں کرتا جو اس کے محبوب کو پسند نہ ہو یا یوں کہیئے کہ ہر وہ کام جو اس کے محبوب کو پسند ہوتا ہے وہ کرنے کی کوشش کرتا ہے اور خوف کا مطلب بھی یہی ہے کہ انسان اپنے ہر قول اور ہر عمل کے لئے اس بات کو پیش نظر رکھے کہ کہیں وہ خدا تعالیٰ کی ناراضگی کا باعث تو نہیں ہو جائے گا۔ خدا تعالیٰ کی ناراضگی سے ڈرنے کا نام خدا تعالیٰ کا خوف ہے۔ اور دراصل یہ خوف بھی محبت ہی سے پیدا ہوتا ہے۔ انسان جتنا بھی خدا تعالیٰ کی ذات اور اس کی صفات کے متعلق سوچتا چلا جائے وہ ورطۂ حیرت سے نکل نہیں سکتا اس کی ہر نظر اور اس کی ہر سوچ حیران ہو جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ تو غیر محدود ہے۔ سوچتے چلے جائیے اور سوچتے ہی چلے جائیے اس سوچ کو کسی حد تک ٹھہرا کر یہ

نہیں کہہ سکتے کہ ہم نے خدا تعالیٰ کو پوری طرح سمجھ لیا ہے اور ہم اب اچھی طرح اسے جاننے لگے ہیں۔ جانتے رہیئے اور جانتے ہی رہیئے اور اس کوشش میں ساری زندگی گذار دیجئے تب بھی مزید بہت سی ایسی باتیں ہونگی جو ابھی تک آپ سے مخفی ہوں گی۔ اسی لئے حضور فرماتے ہیں کہ اے خدا تو خود تو غیب میں ہے ہم سے چھپا ہوا ہے لیکن تیرے کام تیری قدرت اس قدر دنیا پر ظاہر ہے کہ گویا وہ تُو ہی ہے۔ اسے دیکھنے کا مطلب تیری قدرتوں اور تیرے کاموں کو دیکھنا ہے۔ تُو ویسے تو ہم سے بہت دور ہے لیکن حقیقت یہ ہے کہ ہماری جان سے بھی زیادہ قریب ہے۔ تُو ویسے تو روشنی ہے لیکن یہ روشنی انسان کی جسمانی آنکھوں سے اسی طرح چھپی ہوئی ہے اور تیرہ و تار نظر آتی ہے جیسے تاریک شب۔ گویا کہ جب تک انسان روحانی آنکھ سے اسے نہ دیکھے اس وقت تک خدا تعالیٰ کے نور کو نہیں دیکھ سکتا۔ آخری شعر میں حضور اس بات کی طرف اشارہ فرماتے ہیں کہ دنیا میں کوئی شخص ایسا نہیں ہو سکتا جس نے تیری انتہا کو پا لیا ہو۔ تیری انتہا کو پانے کے لئے لوگ ساری عمر تیری طرف سفر کرتے ہیں اور وہ سفر کرتے ہی چلے جائیں تو پھر بھی انہوں نے اس منزل کا بہت تھوڑا سا راستہ طے کیا ہو گا۔ اس لئے کہ تیرے اسرار تیرے راز اور تیرے بھید اتنے زیادہ ہیں کہ کوئی شخص انہیں کلی طور پر پا نہیں سکتا۔

آپ کا خط ملا

محترم حافظ قدرت اللہ صاحب (لندن) لکھتے ہیں:

برادرم ساقی صاحب کی خبر کا تو علم آپ کو ہو ہی گیا ہو گا۔ پرسوں ان کا جنازہ ہے۔ ان کے بعض عزیز دور کی جگہوں سے آنے والے ہیں۔ عجیب اتفاق ہے کل بیت الفضل میں انکی ایک تقریر بھی تھی روس میں دعوت الی اللہ کے حالات کے بارے میں۔ مگر وہی ہوتا ہے جو منظورِ خدا ہوتا ہے۔ جمعہ کے روز اچھے بھلے بیت الفضل آئے اور ملے بھی۔ ہفتہ کے دن صبح ۱۱ بجے گھر سے کام کے لئے دفتر ہی آ رہے تھے کہ اُسی وقت بلاوا آ گیا۔ اور چل بسے۔

ابھی ایک دن قبل ہم تینوں یعنی محترم بشیر احمد صاحب رفیق، ساقی صاحب اور یہ عاجز کار پر ایک میٹنگ میں اکٹھے گئے اور بحث وغیرہ میں بھی حصہ لیا۔ آپ کی وفات پر حضور نے بھی بڑے افسوس اور ہمدردی کا اظہار (فرانس سے) فرمایا اللہ تعالیٰ درجات بلند کرے۔

میرے لئے بس دُعا ہی کریں۔ صحت دن بدن کمزور ہوتی جا رہی ہے اور اب تو موتیا بھی اتر رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ انجام بخیر کرے۔

خط و کتابت کرتے وقت چٹ نمبر کا حوالہ ضرور دیں۔

بحری مشقیں

ہندوستان اور فرانس متحدہ بحری مشقوں پر متفق ہو گئے ہیں۔ یہ بحری مشقیں بحر ہند میں کی جائیں گی اور ان کا اصل مقصد یہ ہو گا کہ دونوں ایک دوسرے کے تجربے سے فائدہ اٹھائیں اور اپنے اپنے بیڑے کی بہتر طریق پر تربیت کر سکیں اور اسی سلسلے میں وہ میلان اینٹی ٹینک میزائل بھی ہندوستان میں بنانے کا پروگرام رکھتے ہیں۔ ہندوستان کے خیال میں یہ اس کی ایک ایسی ضرورت ہے جس کا پورا کیا جانا وقت کا تقاضا ہے۔

یہ تمام باتیں اس وقت ہوئیں جب فرانس کے چیف آف ڈیفنس سٹاف نے ہندوستان کا دورہ کیا ہندوستانی پریس کے مطابق اس چیف آف ڈیفنس سٹاف نے ہندوستانی سرکاری افسروں سے کھل کر بات کی ان کی ماہرین کے ساتھ بھی گفت و شنید ہوتی رہی۔ انہوں نے یہ بھی کہا کہ وہ نیوکلیر اسلحہ کے پھیلاؤ کے خلاف ہیں کیونکہ اس سے سوائے دنیا کی تباہی کے اور کچھ حاصل نہیں ہو سکتا۔

خدا نے انسان کو انسان بنایا ہے طوطا نہیں بنایا۔ یہ طوطے کا کام ہے کہ وہ زبان سے تکرار کرتا رہے اور سمجھے خاک بھی نہیں۔ انسان کا کام تو یہ ہے۔ جو کچھ منہ سے کہتا ہے اس کو سوچ کر کہے اور پھر اس کے موافق عمل درآمد بھی کرے۔

(حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ڈاکٹر وحید قریشی

اُردو بحیثیت قومی زبان

(اردو کانفرنس ۱۹۶۴ء منعقدہ تعلیم الاسلام کالج کا ایک مقالہ)

پاک و ہند میں اردو زبان کا مسئلہ انیسویں صدی میں زبان سے گزر کر سیاسی مسئلے کی حیثیت سے نمودار ہوتا ہے۔ اردو ہندی کی سیاسی گروہ بندیوں میں زبان کسی نہ کسی حیثیت سے سیاسی سطح پر باہمی آویزش کا سبب رہی۔ سرسید کے زمانہ میں اردو ہندی کے مسئلے کی شکل و صورت واضح طور پر سامنے آئی۔ پھر دو قوموں کے نظریئے نے ہندو پاکستان میں سیاسی حالات کو ایک نئی شکل میں ڈھال دیا۔ ہندی ہندوستانی اور اردو کے الفاظ محض لسانی مسائل نہ تھے۔ ان کے پیچھے بعض دوسرے سیاسی اور تمدنی مسائل بھی کارفرما تھے۔ پاکستان کے وجود میں آنے کے بعد مغربی پاکستان میں اردو کی حیثیت کو متعین کرنے کا سوال بار بار اٹھتا رہا۔ پاکستان کی تاسیس نظریاتی بنیادوں پر ہوئی۔ اور اب زبان کا مسئلہ بھی اسی نقطہ نظر کی روشنی میں ہمارے سامنے آیا۔ اردو کی قومی زبان کے بارے میں ابتدا ہی سے ایک دو باتوں کو ذہن نشین کرنا ضروری ہے۔ اول یہ کہ پاکستان کی مملکت ان جغرافیائی بنیادوں پر استوار نہیں جو قومیت کے مغربی تصور نے پیش کیا ہے۔ اسلام میں لسانی، نسلی اور علاقائی وحدت کا وہ تصور موجود نہیں ہے۔ جس کی بناء پر ہندی، چینی، انگریز، جرمن، فرانسیسی اور امریکی اقوام جداگانہ قومی حیثیتیں رکھتی ہیں۔ دوم یہ کہ اسلام میں زبان، نسلی امتیاز اور ایسی ہی دوسری وحدتیں کوئی اعتقادی درجہ نہیں رکھتیں۔ یوں حب الوطنی کا جذبہ اپنی نفسیاتی اور انسانی سطح پر برمحل اور بجا ہے۔ لیکن اسلام جس ہیئت اجتماعیہ کی تشکیل کرتا ہے اس میں وطنیت کے اس مغربی تصور کے لئے کوئی جگہ نہیں۔ جو مذہبی بنیادوں پر ملت کو ایک لڑی میں پرونے سے روکتا ہو۔ گویا قومیت کا تصور جب سیاسی نظریہ بنتا ہے تو اس کا براہ راست تصادم اسلامی طرز حیات اور اسلامی طرز فکر سے ہوتا ہے۔ ملت اسلامیہ مذہبی بنیادوں پر معاشرے کی تشکیل و تعمیر کی ضامن ہے۔ مختلف علاقوں کے افراد کی پہچان اور ایک جغرافیائی اصطلاح کے طور پر قوم کا لفظ اسلام سے تو متصادم نہیں۔ وطن کی محبت ایک فطری جذبہ ہے لیکن جہاں وطن جغرافیائی اصطلاح سے گزر کر سیاسی تصور کے طور پر ہمارے سامنے آتا ہے۔ اسلام کے اصولوں سے براہ راست اس کا تصادم ہو جاتا ہے۔ اس لحاظ سے پاکستان میں اردو زبان کی قومی حیثیت کا دائرہ عمل بھی بدل جاتا ہے۔ یہ تذکرہ بھی شائد بے موقع نہ ہوگا۔ کہ زبانوں کے بارے میں مسلمانوں کا رویہ کیا رہا ہے۔ مسلمانوں کے نزدیک زبان اظہار کا وسیلہ ہے۔ دنیائے اسلام کے مختلف خطوں میں مختلف زبانیں رائج رہی ہیں اور آج بھی ہیں۔ کلام پاک عربی زبان میں نازل ہوا۔ اس لحاظ سے مسلمانوں کی علمی اور مذہبی زندگی کے لئے اس کی اہمیت ہر زمانے اور ہر دور میں قائم رہی۔ جب ایران میں اسلام کو فروغ حاصل ہوا تو خود عربی علم و ادب میں ایرانیوں نے وہ کارہائے نمایاں سرانجام دیئے کہ اگر آج ان کی تحریروں کو عربی ادب سے خارج کر دیا جائے۔ تو اس کا سب سے اہم اور قابل قدر حصہ ہماری نظروں سے اوجھل ہو جاتا ہے۔ جب مسلمانوں کے قدم ہند و پاکستان کی سرزمین پر پڑے تو یہاں بھی دینی علوم کی ترویج میں عربی زبان کو تفوق اور برتری حاصل رہی۔ لیکن تاریخ اسلام کی ورق گردانی سے معلوم ہوتا ہے کہ عالم اسلام کے مختلف حصوں میں کبھی بھی لسانی بنیادوں پر کوئی سیاسی مسئلہ نہیں اٹھا۔ ایران میں عربی کی علمی برتری کے باوجود فارسی زبان کی ترقی ہوتی رہی۔ اور اس کے جلو میں مختلف مقامی بولیاں پنپتی رہیں۔ لیکن زبان کی بنیاد پر عصبیت کا کوئی اظہار نہیں ملتا۔ اسی طرح ماوراء النہر اور ترکی میں ترکی زبان کو عربی کے بعد اہمیت حاصل ہوئی۔ ہندوستان میں بھی عربی کے دوش بدوش ابتداء ہی سے فارسی دفتری، سرکاری اور بول چال کی حیثیت سے رائج رہی۔ پھر اردو زبان کا بول بالا ہوا۔ مقامی بولیاں اور مقامی زبانیں بھی اپنے اپنے طور پر ترقی کرتی رہیں۔ زبان مسلمانوں کے لئے کسی عصبیت یا محدود جغرافیائی وطنیت کا وسیلہ نہیں رہی۔ اسلام نے ہمیشہ اس طرح کی محدود ذہنیت اور تنگ نظری کی مخالفت کی ہے۔ ہر علاقے کے اعتبار سے زبانوں کا مسئلہ درجہ بندی کے ایک مقررہ اصول کے مطابق طے ہوتا رہا ہے۔ مذہبی لحاظ سے عربی زبان کی تعلیم اور ترقی ہمیشہ مسلمانوں کے نزدیک بنیادی حیثیت رکھتی ہے۔ اس کے بعد عالم اسلام میں علمی اور ادبی زبان کے طور پر فارسی کو اہمیت دی گئی۔ اس کے بعد ہر ملک کے اعتبار سے اس ملک کی زبان کا درجہ آتا ہے۔ جس میں کاروباری، دفتری، معاشرتی اور تعلیمی ضروریات پوری ہوتی ہیں۔ علاقائی زبانوں کا نمبر اس کے بعد آتا ہے۔ مسلمانوں کی تاریخ کو ابتدا سے لے کر آج تک دیکھ جائیے۔ زبانوں کی یہ درجہ بندی ہر دور میں قائم رہی ہے۔ جب اردو کو بحیثیت قومی زبان اپنانے کا سوال اٹھتا ہے۔ تو اس میں یہی بنیادی نقطہ نظر سامنے رکھنے کی ضرورت ہے۔ اسلام نے مختلف ملکوں کی زبانوں کو برقرار اور بحال رکھا۔ لیکن اسے اسلامی معاشرے کے بنیادی رجحانات سے متصادم ہونے سے روکا۔ قومی زبان کو جب مغربی قومیت کی بنیاد بنا کر نسلی اور جغرافیائی بنیادوں پر استوار کیا جاتا ہے۔ تو یہ مسئلہ محض زبان اور اس کے استعمال کا مسئلہ نہیں رہتا۔ اس کی براہ راست زد اسلام کی ہیئت اجتماعیہ پر پڑتی ہے۔ اسی طرح جب لسانی بنیادوں پر قومی اور ملکی زبانوں کی جگہ علاقائی زبانوں کو لانے کی کوشش کی جاتی ہے۔ تو اس سے علاقائیت کا وہ فتنہ برآمد ہوتا ہے جو قومی یکجہتی ہی کے منافی نہیں بلکہ اسلام کی فکری اساس کو بھی متزلزل کر دیتا ہے۔ زبان اگر اظہار کا وسیلہ ہے تو اسلام اس کے رستے میں حائل نہیں بلکہ اس کی ترویج و ترقی اور اسے ملی زندگی کی تشکیل میں پوری طرح بروئے کار لانے کی تدبیریں کرتا ہے۔ لیکن اگر نظریاتی اعتبار سے لسانی مسائل ملت اسلامیہ کی یکجہتی پر اثر انداز ہوں تو پھر زبان کی حیثیت ایک سیاسی آلہ کار کی ہو جاتی ہے۔ اور اسلام ایسے نظریات کے خلاف ہے۔ اردو زبان کو جب ہم قومی حیثیت دینا چاہتے ہیں تو اسے وطنیت کے تصورات اور علاقائی عصبیت سے الگ کر کے دیکھنا نہایت ضروری ہے۔ شعوبی، قبائلی، نسلی، لونی اور لسانی امتیازات اسلام کی روح کے خلاف ہیں۔ زبانوں کا مسئلہ اگر اس پس منظر سے ابھرتا ہے۔ تو وہ اسلام کے پیش کردہ قومی تصور سے ہم آہنگ نہیں۔ لیکن اس کا یہ مطلب نہیں کہ زبانوں کی اس درجہ بندی پر عمل پیرا ہوتے ہوئے بھی ہم اردو زبان کی ترویج و ترقی کے لئے جدوجہد نہ کریں۔ ہماری جدوجہد آزادی میں زبان کا مسئلہ کسی مخصوص خطے کا مسئلہ نہ تھا۔ بلکہ اردو کو ہم نے ایک زندہ حقیقت کے طور پر قبول کیا ہے۔ دو قوموں کے نظریئے کو اپناتے ہوئے ہم نے پاکستان کے لئے زبان کے مسئلے کو ایک جداگانہ زاویے سے دیکھا۔ ہمارے لئے اردو زبان ہمارے ملی افکار کی ترویج کا ذریعہ اور پاک و ہند کے مسلمانوں میں اسلامی تعلیمات کی ترقی کا ایک بڑا وسیلہ تھی۔ پاکستان کے لئے اردو زبان کی قومی حیثیت جدوجہد آزادی کے لئے بنیادی مقاصد میں شامل تھی۔ اردو زبان کی اس سیاسی حیثیت میں اور مغرب کے لسانی وحدت کے تصور میں بیّن فرق ہے۔ عالم اسلام کے پس منظر میں اور پاک و ہند کی جدوجہد آزادی کے تناظر میں اردو کی قومی حیثیت کا مسئلہ ہمارے سامنے آتا ہے۔ اردو کو قومی زبان قرار دے کر مغرب کے تصور قومیت کو رائج کرنا یا اس کی داغ بیل ڈالنا ملی عزائم اور اسلامی تصور حیات کے بالکل خلاف ہوگا۔ اردو کو بحیثیت قومی زبان ہمیں جو درجہ دینا ہے۔ اس میں اردو کی حیثیت ایک ایسی قومی زبان کی ہے۔ جس میں مسلمانوں کا بیشتر علمی اور فکری سرمایہ محفوظ ہے۔ جس جس ملک میں اسلام پہنچا وہاں کاروباری معاشرتی، دفتری، تعلیمی اور ادبی مسائل میں قومی زبان ہی کو اہمیت دی گئی۔

اردو کو بحیثیت قومی زبان رائج کرنے کے لئے ان تمام حیثیتوں سے اسے اس کا مناسب حق دینے کی ضرورت ہے۔ اس مرحلے پر مادری زبان کی ترکیب کا تذکرہ بھی شائد بے موقع نہیں ہوگا۔ کیونکہ ادھر چند برس سے جہاں قومیت کا مغربی تصور فکری وحدتوں کو پارہ پارہ کرنے کیلئے برسرعمل تھا۔ وہاں خود قومیت کے تصور کو مزید چھوٹے چھوٹے ٹکڑوں میں تقسیم کرنے کے لئے علاقائیت کا تصور ابھرا۔ جغرافیائی اور لسانی وحدتیں بھی مضبوط سلطنتوں کا پیش خیمہ بنتی جارہی تھیں۔ ان وسیع حلقوں کو اور زیادہ تنگ کرنے کے لئے علاقائیت کے تصورات جاگے۔ ان چھوٹی وحدتوں کے لئے نسلی اور جغرافیائی حد بندیاں کارآمد نہیں ہوسکتی تھیں۔ اس لئے لسانی بنیاد کو ایک نئی شکل میں پیش کیا گیا۔ پاکستان کو جہاں ایک طرف مغربی قومیت کے تصور سے خطرہ لاحق ہے۔ دوسری طرف علاقائیت کے تصورات بھی اس کے لئے حد درجہ خطرناک ثابت ہو سکتے ہیں۔ زبان کے اس قومی تصور کی روشنی میں جو تاریخ اسلام ہمیں عطا کرتی ہے۔ علاقائی زبانوں کی حیثیت اپنی جگہ پر محفوظ ہے۔ بشرطیکہ ان کی مدد سے کوئی سیاسی کام نہ لیا جائے۔ نیز زبانوں کی اس درجہ بندی کو ضعف پہنچانے کی کوشش نہ کی جائے۔ جو اسلام نے ہر

باقی صفحہ ۶ پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بین الملکی حالات، واقعات، شخصیات ـــــــ نون ۔ سین

اقوام متحدہ کے دوہرے معیار

کیوبا کا ایک ہوائی جہاز ۱۹۷٦ء میں تباہ کر دیا گیا تھا۔ اور کیوبا اقوام متحدہ سے بار بار یہ تقاضا کرتا رہا ہے کہ اس کے متعلق کوئی کارروائی ہونی چاہیئے۔ لیکن کیوبا کے مطابق اقوام متحدہ کی سیکورٹی کونسل اس معاملے میں ٹس سے مس نہیں ہوئی۔ حالانکہ لیبیا کے دو افراد جن پر الزام ہے کہ انہوں نے لاکر بی سکاٹ لینڈ کے مقام پر ایک پان ایم جہاز کو بم سے تباہ کیا تھا۔ ان کے خلاف اتنا شور برپا ہے۔ کیوبا کو اس بات کا حق حاصل ہے کہ وہ یہ سوال پوچھیں کہ ہم کس قسم کی دنیا میں زندگی گذار رہے ہیں۔ ہمیں اقوام متحدہ سے کیا توقعات وابستہ کرنی چاہیئں۔ سیکورٹی کونسل کا کام کیا ہے۔ یہ کیوبا کی سرکاری کمیونسٹ پارٹی کے اخبار "گرین ما" (GRAN MA) کے ایک ایسے ایڈیٹوریل میں پوچھی گئی ہے جو اس اخبار کے پورے صفحے پر پھیلا ہوا ہے۔ اور اس میں سیکورٹی کونسل پر تنقید کی گئی ہے۔ کہ اس نے کیوبن درخواست پر توجہ نہیں دی جسمیں یہ کہا گیا تھا کہ کیوبا کے ایک پسنجر جیٹ جہاز کو آج سے ١٦ سال پہلے بم سے اڑانے کے متعلق زیر تحقیق لایا جائے۔ اس جہاز میں ۷۳ افراد سوار تھے اور اس حادثے کی بنا پر سب کے سب ہلاکت کے منہ میں چلے گئے تھے۔

"گرین ما" نے کہا ہے کہ گذشتہ روز جب کیوبا نے دوبارہ یہ سوال اٹھایا اور کہا کہ امریکی حکومت کو وہ تمام حقائق سامنے لانے چاہیئں جو اسکے پاس موجود ہیں تو سیکورٹی کونسل خاموش ہو کر رہ گئی۔ اقوام متحدہ میں کیوبا کے سفیر نے سیکورٹی کونسل سے اسکے متعلق کہا کہ امریکہ کو ان باتوں سے روکے۔ جنہیں کہا جا سکتا ہے کہ تشدد کی کارروائیاں ہیں۔ اسکے جواب میں امریکہ کے سفیر نے ایک مختصر سی تقریر کی اور باقی تمام لوگ خاموش رہے گرین ما نے کہا کہ اقوام متحدہ کا کیوبا کی درخواست کے ساتھ جو سلوک ہے اس کا سیکورٹی کونسل کی موجودہ قرار دادوں سے مقابلہ کیا جانا چاہیئے جن کے ذریعے لیبیا پر پابندیاں لگادی گئی ہیں۔ اخبار نے اقوام متحدہ سے یہ سوال کیا کہ کیا وہ پسندیدہ دہشت پسندی اور ناپسندیدہ دہشت پسندی کی دو الگ الگ شقیں بنانی چاہتا ہے۔ مطلب اس کا یہ ہے کہ اگر امریکہ کا جہاز تباہ ہو تو یہ بہت ناپسندیدہ لوگوں نے حرکت کی ہے اور اگر کیوبا کا جہاز تباہ ہو تو ایسا کرنے والے پسندیدہ ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ جب تک اقوام متحدہ ساری دنیا کے ملکوں سے ایک جیسا سلوک نہ کرے۔ اسکی ساکھ خطرے میں ہے۔

یوروپین یونین فوج

فرانس اور جرمنی نے یوروپ کی ایک متحدہ فوج بنانے کے سلسلے میں آغاز کر دیا ہے۔ انہوں نے ۳۵ سے ۴۰ ہزار نفری کی فوج ۱۹۹۵ء تک قابل عمل بنانے کا فیصلہ کیا ہے۔ دونوں نے ایک بیان میں کہا ہے کہ اس قسم کی فوج یوروپ کو یہ یقین دلائے گی کہ وہ ایک اکائی ہے اور ہر مرحلے پر اپنی حفاظت کرنے کی اہلیت رکھتا ہے۔ اور یہ سب کچھ ایک یوروپین یونین کے ماتحت ہوگا۔ اگرچہ انگلستان کی سابق وزیر اعظم اس بات پر زور دے رہی ہیں کہ جرمنی کی طاقت کو زیادہ نہ بڑھنے دیا جائے۔ ایسا نہ ہو کہ وہ سارے یوروپ کے لئے مشکلات کا باعث بن جائے۔ لیکن معلوم ایسا ہوتا ہے کہ آہستہ آہستہ اس سکیم کو سب یوروپین ممالک تسلیم کر لیں گے اور ان کی اپنی اپنی فوجوں کے علاوہ ایک یوروپین یونین فوج بھی ہوگی۔ امریکہ اور بعض امریکہ کے اتحادیوں کو اس بات کا یقین دلانے کی ضرورت ہے کہ یوروپین فوج اٹلانٹک اتحاد کے لئے مفید ثابت ہوگی۔ چونکہ

باقی ص۷ پر

بقیہ: ص۵ سے آگے

ملک اور ہر علاقے میں قائم رکھی ہے۔ عالم اسلام میں عربی کی برتری کو بھی اس لحاظ سے مختلف علاقوں پر مسلط نہیں کیا گیا کہ وہ ملکی زبان کی جگہ لے لے۔ زبانوں کا اپنا فطری عمل ہمیشہ بروئے کار رہا۔ اسلام نے اس سے کوئی تعرض نہیں کیا۔ عربی کو ایک علمی اور دینی زبان کی حیثیت سے تسلیم کیا گیا۔ لیکن برتری کے کسی مریضانہ احساس کے زیر اثر کسی علاقہ میں بھی عربی کو جبراً بول چال کی زبان نہیں بنایا گیا۔ ایران میں عربی علمی و ادبی زبان تھی۔ لیکن کاروباری، دفتری اور دوسرے شعبہ ہائے زندگی میں فارسی ہی کو اہمیت دی گئی۔ گویا ملکی زبانوں کو بول چال اور تعلیم و تعلم کا وسیلہ بنایا گیا۔ عربی کے ساتھ ایک تقدس کا پہلو البتہ ضرور قائم رہا۔ لیکن زبانوں کے فطری عمل اور ان کے نشوونما کے خلاف اسے کبھی استعمال نہیں کیا گیا۔

مغربی پاکستان کے باشندوں کے لئے اردو کی حیثیت قومی زبان کی ہے۔ اس لئے اسے ذریعہ اظہار کا وسیلہ ہونا چاہیئے۔ قومی زبان کے بعد ہماری فکری زندگی کے لئے جن زبانوں کی سب سے زیادہ ضرورت ہے۔ ان میں عربی اور فارسی کی اہمیت مسلّم ہے۔ ہم مغربی علوم اور مغربی زبانوں سے بھی روگردانی نہیں کر سکتے۔ اب یہ ہمارے ماہرین تعلیم کا کام ہے۔ کہ ہماری تعلیمی زندگی میں زبانوں کے توازن کو برقرار رکھتے ہوئے عربی اور فارسی کو ان کا حق عطا کریں۔ اس سے اردو کی حیثیت بھی مضبوط ہو گی۔ اور پاکستان کے باشندوں کی ذہنی تربیت بھی صحیح خطوط پر ہو سکے گی۔ جب ہم اردو کو قومی زبان کا درجہ دلانا چاہتے ہیں تو ہمارے نزدیک اردو کے لئے وہ مقام ہے۔ جو اب تک انگریزی نے حاصل کر رکھا تھا۔ کاروباری، معاشرتی دفتری، تعلیمی اور ادبی معاملات میں انگریزی کی جگہ اردو کو حاصل ہونی چاہیئے۔ لیکن اردو کو اس کا جائز حق اس وقت ملے گا۔ جب ہماری ذہنیت بدلے گی۔ ہم نے نیا ملک تو حاصل کر لیا ہے۔ لیکن تین سو برس کی غلامی نے ذہنوں میں تقلید کا جو بیج بو دیا ہے۔ وہ ابھی تک پھل لا رہا ہے۔ بعض لوگ اردو میں اپنا نام تک لکھنا گوارا نہیں کرتے۔ معاشرتی زندگی میں ہر وہ آدمی جو انگریزی میں خط و کتابت نہیں کرتا شائستہ مجالس میں انگریزی بولنے سے گریز کرتا ہے۔ اسے غیر مہذب سمجھا جاتا ہے۔ کاروباری زندگی میں بھی تمام خط و کتابت انگریزی میں کرنے کو ترجیح دی جاتی ہے۔ انگریزی لکھنا پڑھنا شائستگی کی علامت ہے۔ اس کے مقابلے میں اپنی زبان کو گھٹیا سمجھا جاتا ہے۔ دکانوں پر سائن بورڈ بھی انگریزی ہی میں لکھے جاتے ہیں۔ چاہے گاہکوں میں صرف دس فیصدی ان بورڈوں کا مفہوم اور مطلب سمجھتے ہوں۔ غلامی کی زندگی اپنی ہر چیز کو گھٹیا اور آقا کی ہر چیز کو گراں قیمت بنا دیتی ہے۔ اس کے لئے عام معاشرتی سطح پر پوری جدوجہد کی ضرورت ہے کیونکہ اس طرح کے رجحانات کے برقرار رہنے سے آزادی کے صحیح نتائج مرتب نہیں ہو سکتے۔ نجی اور گھریلو زندگی میں بھی ہمیں اپنی ملکی زبان کو اس کا مناسب مقام دینا چاہیئے۔ کیونکہ یہ ہر ملکی زبان کا فطری حق ہے۔ اسی طرح تعلیم میں بھی اردو کی قومی حیثیت کو برقرار اور بحال کرنے کی ضرورت ہے۔ اس بات کا زبانی اقرار کافی نہیں۔ بلکہ عملی طور پر بھی نظام تعلیم میں اردو کو رائج کرنے سے ہمارے دفتری نظام کی بڑی حد تک اصلاح ممکن ہے۔ اس مرحلے پر یہ بات بھی شائد بے موقعہ نہیں ہو گی کہ انگریزی اور دوسری آریائی زبانوں میں سائنسی موضوعات، ادب اور معاشرتی علوم میں بے اندازہ ترقی ہوئی ہے۔ ہمیں اس سے بھی پورا فائدہ اٹھانا چاہیئے۔ انگریزی زبان کی تدریس بہر حال باقی رہنی چاہیئے۔ اردو کی حمایت میں جب کچھ کہا جاتا ہے۔ تو اسے لازماً انگریزی کی مخالفت سمجھا جاتا ہے۔ حالانکہ یہ صورت حال نہیں۔ ہم انگریزی کو یہاں ذریعہ تعلیم رکھنے کے مخالف ہیں۔ لیکن انگریزی کی تعلیم کے مخالف نہیں ہیں۔ کسی زبان کی تدریس اور بات ہے۔ لیکن اسے ذریعہ تعلیم بنا لینا بالکل جدا چیز ہے۔ یہ تبدیلی ظاہر ہے بعض مسائل سے دوچار کرتی ہے۔ اصطلاحات کا مسئلہ، نصابی کتب کا مسئلہ، ٹائپ کا مسئلہ، رسم الخط کا مسئلہ، یہ سبھی مسائل اپنی جگہ اہم ہیں۔ اور اردو کو ذریعہ تعلیم بناتے وقت ان مسائل پر بھی غور و فکر ضروری ہے۔ لیکن اب تک یہ معاملات ٹلتے رہے ہیں۔ انہیں عذر کے طور پر استعمال کیا جاتا رہا ہے۔ اور ملکی زبان کو اس کا جائز حق دینے کے راستے میں بہانے کے طور پر استعمال کیا گیا ہے۔ اس لئے ملکی زبان کے حامی ان مسائل کے اٹھانے والوں کی طرف سے کچھ بدظن سے ہو گئے ہیں۔ اردو کو دفتری حیثیت دینے کے لئے بھی ایسے ہی حیلے بہانے تراشے جاتے ہیں۔ عدالتی زبان کے طور پر اردو مدتوں سے رائج ہے۔ صرف اسے اعلیٰ عدالتوں تک لے جانے کی ضرورت ہے۔ دیہات میں پولیس اور دوسرے محکموں کا کاروبار اردو میں چلتا ہے۔ دفتری اصطلاحات کا مسئلہ ایک بڑی حد تک حل ہو چکا ہے۔ اب ضرورت ہے۔ کہ اس تمام مواد سے کام لیا جائے اور سرکاری سطح پر دفتروں میں اردو زبان کو رائج کر دیا جائے۔

(ذکر اردو ص۵ تا ص٦٢)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اطلاعات و اعلانات

درخواست دعا: مکرم خورشید احمد خان صاحب آف یارو والا تحصیل علی پور ضلع مظفر گڑھ سر میں چوٹ لگنے سے بیمار ہیں۔ نیز انہوں نے اپنی جماعت یارو والا کے مندرجہ ذیل احباب کے لئے بھی دعا کی درخواست کی ہے۔ مکرم ودود احمد نفیس صاحب معلم وقف جدید۔ سر میں چوٹ لگی ہے۔ عزیزم شہناز احمد طاہر (وقف نو)۔ محسن اعتزاز اعجاز ابن مکرم اعجاز احمد خان بلوچ گوپانگ۔ مکرم منظور حسین خان صدر جماعت۔ مکرم ظہور احمد خان صاحب۔ مکرم خلیل الرحمٰن صاحب سیکرٹری دعوت الی اللہ۔

○ مکرم شیخ بشیر احمد ناصر صاحب ابن شیخ محمد مبارک اسماعیل صاحب ایک حادثہ میں زخمی ہو گئے ہیں۔ ان کے بائیں ہاتھ پر ۱۴ ٹانکے لگے ہیں۔ انہیں شوگر کا عارضہ بھی لاحق ہے۔

○ مکرم مبارک احمد صاحب شمس گوجرہ علم دین نزد کنری کے بیٹے کامران احمد نور (جو وقف نو میں شامل ہے) کی دو انگلیاں مشین میں کٹ گئی ہیں۔

○ مکرم محمد سعید صاحب منہاس (احمد نگر) اور ان کی اہلیہ بیمار ہیں۔

○ مکرم رفیق احمد صاحب جاوید مربی سلسلہ کے بڑے بھائی مکرم محمد حنیف صاحب ہائی بلڈ پریشر کی وجہ سے لاڑکانہ ہسپتال میں متواتر ۴ روز تک نیم بے ہوشی کی حالت میں رہے۔ اب طبیعت قدرے بہتر ہے۔

○ مکرم میاں محمد صدیق صاحب دارالنصر غربی ربوہ کے بڑے بھائی میاں نور محمد صاحب بعارضہ خرابی جگر علیل ہیں۔ اور سروس ہسپتال میں زیر علاج ہیں۔ احباب ان سب کے لئے دعا کریں۔

ضرورت چوکیدار

○ دفتر مجلس خدام الاحمدیہ پاکستان میں چوکیدار کی آسامی کے لئے ایک مستعد صحت مند شخص کی ضرورت ہے۔ ریٹائرڈ فوجی کو ترجیح دی جائے گی۔ جو سائیکل چلانا جانتے ہوں۔ خواہشمند حضرات ۹ جون تک اپنی درخواستیں مع تصدیق امیر / صدر جماعت۔ دفتر ہذا میں پہنچا دیں۔ اور انٹرویو کیلئے مورخہ ۱۰ جون ۱۹۹۲ء کو دفتر خدام الاحمدیہ میں نماز مغرب کے بعد پہنچ جائیں (معتمد)

تصحیح

مورخہ ۱۹ مئی ۱۹۹۲ء کے شمارہ میں صفحہ ۷ پر واقفین نو بچوں کی تصاویر کے کالم میں عزیزہ طلحہ ندیم علوی ابن انور ندیم علوی کا نام غلطی سے طلحہ ندیم علوی بنت انور ندیم علوی لکھا گیا ہے۔

وصایا

ضروری نوٹ:- مندرجہ ذیل وصایا مجلس کارپرداز کی منظوری سے قبل اس لئے شائع کی جا رہی ہیں کہ اگر کسی شخص کو ان وصایا میں سے کسی کے متعلق یا کسی جہت سے کوئی اعتراض ہو تو دفتر بہشتی مقبرہ کو پندرہ یوم کے اندر اندر تحریری طور پر ضروری تفصیل سے آگاہ فرمائیں۔

سیکرٹری
مجلس کارپرداز۔ ربوہ

مسل نمبر ۲۸۴۵۰ میں نور مسرت زوجہ منور احمد صابر قوم جٹ پیشہ خانہ داری عمر ۴۱ سال بیعت پیدائشی احمدی ساکن ۲۶۵ نجف کالونی لاہور۔ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۹۱-۷-۱ میں وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہو گی اس وقت میری کل جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کی تفصیل حسب ذیل ہے جس کی موجودہ قیمت درج کر دی گئی ہے۔ (۱) حق مہر ۱۰۰۰/- روپے بذمہ خاوند (۲) زیور طلائی ۲ تولہ مالیتی ۷۰۰۰/- روپے۔ اس وقت مجھے مبلغ ۱۰۰/- روپے ماہوار بصورت جیب خرچ مل رہے ہیں۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہو گی ۱/۱۰ حصہ داخل صدر انجمن احمدیہ کرتی رہوں گی اور اگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کرتی رہوں گی۔ اور اس پر بھی وصیت حاوی ہو گی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔ الامۃ۔ نور مسرت زوجہ منور احمد صابر ۲۶۵ نجف کالونی علاقہ اقبال ٹاؤن گلشن راوی لاہور۔ گواہ شد نمبر ۱۔ منور احمد صابر خاوند موصیہ گواہ شد نمبر ۲۔ عبد العزیز منگلا نجف کالونی علامہ اقبال ٹاؤن لاہور۔

مسل نمبر ۲۸۴۵۱ میں ملک جواد احمد صاحب ولد ملک منور احمد صاحب قوم ملک پیشہ طالب علم عمر ۱۶ سال بیعت پیدائشی احمدی ساکن گوجرانوالہ شہر۔ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۹۱-۱-۳۰ میں وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہو گی اس وقت میری جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کوئی نہیں ہے۔ اس وقت مجھے مبلغ ۵۰/- روپے ماہوار جیب خرچ مل رہے ہیں۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہو گی ۱/۱۰ حصہ داخل صدر انجمن احمدیہ کرتا رہوں گا اور اگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کرتا رہوں گا۔ اور اس پر بھی وصیت حاوی ہو گی میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔ العبد۔ ملک جواد احمد ولد ملک منور احمد صاحب گوجرانوالہ شہر۔ گواہ شد نمبر ۱۔ محمد یٰسین ربانی مربی سلسلہ گوجرانوالہ۔ گواہ شد نمبر ۲۔ حکیم عبد الحمید گوجرانوالہ۔

مسل نمبر ۲۸۴۵۲ میں خواجہ عرفان محمود ولد خواجہ محمود احمد صاحب قوم وائیں پیشہ طالب علم عمر ۱۹ سال بیعت پیدائشی احمدی ساکن حافظ آباد روڈ گوجرانوالہ شہر۔ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۹۱-۲-۱۱ میں وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہو گی۔ اس وقت میری جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کوئی نہیں ہے۔ اس وقت مجھے مبلغ ۱۰۰/- روپے ماہوار بصورت جیب خرچ مل رہے ہیں۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہو گی۔ ۱/۱۰ حصہ داخل صدر انجمن احمدیہ کرتا رہوں گا۔ اور اگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کرتا رہوں گا اور اس پر بھی وصیت حاوی ہو گی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔ العبد۔ خواجہ عرفان محمود گوجرانوالہ شہر۔ گواہ شد نمبر ۱۔ محمد یٰسین ربانی مربی گوجرانوالہ گواہ شد نمبر ۲۔ مسعود احمد عابد وصیت نمبر ۲۲۲۷۲۔

بقیہ: صفحہ ۱ سے آگے

کی توحید کی اشاعت اور اس کی عظمت کے قیام کے لئے (دین حق) جن قربانیوں کا ہم سے تقاضا کرتا ہے۔ ان قربانیوں کے میدان میں ہمارا قدم شست ہو تو پھر ہماری عید صحیح معنوں میں عید نہیں کہلا سکتی۔ پس آج میں اپنی جماعت کے تمام دوستوں کو اس امر کی طرف توجہ دلاتا ہوں کہ انہیں اس عید کو حقیقی رنگ میں منانے کی کوشش کرنی چاہیئے اور اس ظاہری عید کو اس عظیم الشان روحانی عید کے حصول کا ایک ذریعہ بنانا چاہیئے جس میں ساری دنیا خدا تعالیٰ کی بڑائی کی قائل ہو جائے۔ اگر دنیا میں خدا تعالیٰ کی بڑائی قائم نہ ہو تو ہماری عید کوئی عید نہیں لیکن اگر اس کی بڑائی قائم ہو جائے (۔) تو اسی میں ہماری حقیقی عید ہے (۔) غرض عید ہمیں (دعوت الی اللہ) کی وسعت اور خدا تعالیٰ کی بڑائی دنیا میں قائم کرنے کی طرف توجہ دلاتی ہے اور خدا تعالیٰ کی بڑائی اسی صورت میں قائم ہو سکتی ہے۔ جب جماعت کے تمام افراد کیا چھوٹے اور کیا بڑے۔ اور کیا مرد اور کیا عورتیں (دعوت الی اللہ) پر زور دیں۔"

(خطبہ عید فرمودہ ۲۹ مارچ ۱۹۶۰ء)

بقیہ: صفحہ ۶ سے آگے

جرمنی نیٹو کی حدود سے باہر اپنی فوجیں استعمال نہیں کر سکتا۔ اس لئے اس کے محدود اختیارات کو خاص طور پر نگاہ میں رکھا جائے گا۔ دونوں ممالک نے یہ بھی کہا ہے کہ اس نئی فوج کے لئے جن رقوم کی ضرورت ہو گی۔ ان کی ادائیگی دیگر تنظیموں کے معاہدوں پر اثر انداز نہیں ہونے دی جائے گی امریکہ کے ڈیفنس سیکرٹری ڈک چینی نے کچھ عرصہ ہوا اس خیال کا اظہار کیا تھا کہ جرمنی کی فوجوں کو نیٹو سے الگ نہ کیا جائے۔

اعلان گمشدگی

مورخہ ۳۰ مئی بروز ہفتہ محلہ دارالفتوح سے محلہ دارالصدر حلقہ لطیف گھریلو سامان شفٹ کرتے ہوئے ایک گٹھڑی جس میں گھریلو سامان کے علاوہ کچھ ادویات تھیں راستہ میں کہیں ریڑھے کے اوپر سے گر گئی ہے۔ جس دوست کو ملی ہو وہ درج ذیل پتہ پر پہنچا کر ممنون فرمائیں۔

حکیم محمود احمد طالب
دفتر فضل عمر فاؤنڈیشن ربوہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

خبریں

○ سندھ میں فوجی ایکشن کے دوران ڈاکوؤں کو نکالنے کے لئے ضلع دادو کے جنگلوں میں آگ لگادی گئی۔ فوجی آپریشن منگل کی صبح شروع ہوا۔ آمری کے قریب پہاڑی علاقوں اور ادھری کے جنگلات میں سخت کارروائی شروع کی گئی ہے۔ ایک اطلاع کے مطابق پہاڑی علاقوں میں قانون نافذ کرنے والے ادارہ اور ڈاکوؤں کے درمیان فائرنگ کا تبادلہ بھی ہوا ہے۔ کورکمانڈر ہیلی کاپٹر کے ذریعے دادو پہنچے اور فوجی اور سول افسروں سے ملاقات کی۔ ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ دادو نے فوری طور پر دادو کی صوبہ بلوچستان سے ملنے والی سرحد پر روزانہ شام سات بجے سے صبح ۶ بجے تک کا کرفیو غیر معینہ مدت کے لئے لگادیا ہے۔ سکھر میں کلہوڑو کے جنگلوں میں پولیس اور ڈاکوؤں کے درمیان زبردست مقابلہ ہوا۔

○ بعض ذرائع کے مطابق ۲۴ مئی سے سول آرمڈ فورسز سندھ کی حکومت کی ہدایت پر کارروائی شروع کئے ہوئے ہیں۔ یہ کارروائی سندھ کے ۵۴ ہزار مربع کلومیٹر رقبے پر محیط ہے ذرائع کے مطابق ڈاکو پکڑے جا رہے ہیں اور قانون کی پابندی نہ کرنے والے دیگر افراد کے خلاف بھی کارروائی کی جا رہی ہے۔ شہری علاقوں میں گاڑیوں کی چیکنگ کے نتیجے میں محکمہ ایکسائز کو ۲۰ لاکھ روپے کی آمدن ہو چکی ہے۔

○ دہلی میں پاکستان کے ایک سینیئر سفارت کار اور ان کی اہلیہ کے ساتھ بھارتی خفیہ ایجنسی "را" کے اہل کاروں نے بدتمیزی کی وہ آدھے گھنٹے تک مسٹر حبیب الرحمٰن کی کار کا پیچھا کرتے رہے اور ان کی گاڑی کو ٹکر مارنے کی کئی بار کوشش کی۔

○ بی بی سی اور وائس آف امریکہ نے کہا ہے کہ سندھ میں فوجی آپریشن سے تاوان حاصل کرنے والے سیاسی لوگ ناراض ہیں۔ ڈاکوؤں کو تاوان کا صرف ۲۵٪ ملتا ہے۔ اصل رقم معاملہ طے کرانے والے ڈیلر کو ملتی ہے۔

○ چند روز کے سکون کے بعد کابل میں دوبارہ لڑائی چھڑ گئی ہے جس سے متعدد افراد ہلاک و زخمی ہوئے ہیں۔ تازہ لڑائی صبح کے وقت یونیورسٹی ایریا میں حزب وحدت (ایران نواز) اور اتحاد اسلامی (سعودی عرب نواز) کے درمیان ہوئی جس میں بکتر بند گاڑیاں راکٹ لانچر اور گرینیڈ آزادانہ طور پر استعمال کئے گئے۔

○ قومی اسمبلی کا اجلاس ملتوی ہونے سے پہلے اپوزیشن پی ڈی اے نے کہا کہ سپیکر اس بات کا نوٹس لیں کہ حکومت اسمبلی کا اجلاس ملتوی کر کے سندھ کے بارے میں آرڈیننس لانا چاہتی ہے۔ پی۔ ڈی۔ اے نے سندھ کے بارہ میں خفیہ اجلاس کی تجویز پیش کی جسے سپیکر نے منظور نہیں کیا۔ وزیر قانون نے یقین دلایا کہ سندھ کے بارے میں کوئی کارروائی قانون اور آئین سے بالا نہیں ہو گی۔

○ ایم کیو ایم کے سربراہ مسٹر الطاف حسین نے کہا ہے کہ ہم فوج کا احترام کرتے ہیں مگر ہمارے ساتھ غیروں جیسا سلوک نہ کیا جائے انہوں نے کہا کہ ایم کیو ایم نے سندھ میں فوجی آپریشن کی مخالفت نہیں کی۔ ادھر ایم کیو ایم کے تمام مرکزی رہنماؤں، اراکین اسمبلی اور دیگر عہدیداروں نے ایم کیو ایم کے قائد الطاف حسین کو یقین دلایا ہے کہ وہ کسی بھی ظالم اور باطل قوت کے سامنے سر نہیں جھکائیں گے۔

○ افغانستان میں اسلامی حکومت قائم ہونے کے بعد سینکڑوں پاکستانی روزانہ کابل اور جلال آباد آجا رہے ہیں۔ یہ روانگی اور واپسی بغیر کسی روک ٹوک کے ہو رہی ہے۔ دونوں ملکوں کی شہریت کا تصور عملاً مٹ گیا ہے۔ ڈیورنڈ لائن پر افغان کرنسی اور پاکستانی کرنسی کا تبادلہ جاری ہے۔ سو روپے میں جلال آباد اور ڈھائی سو میں کابل کی سیر کروائی جاتی ہے۔

○ افغانستان کی حکومت نے مجاہدین کے سوا تمام سیاسی جماعتوں پر پابندی لگا دی ہے۔

○ سندھ کے ضلع خیرپور کے ۸ کلومیٹر تک کے سرحدی علاقوں میں بھی ۲۴ گھنٹے اور ۲۵ کلومیٹر کے علاقے میں رات بھر کا کرفیو نافذ کر دیا گیا ہے۔

○ نواب اکبر بگٹی کے بیٹے سلال بگٹی کو بھرے بازار میں قتل کر دیا گیا۔

○ ایم کیو ایم کے بارہ اراکین گرفتار کر لئے گئے ہیں۔

○ راولپنڈی میں کلرکوں کے احتجاجی جلوس اور پولیس میں تصادم سے دس افراد زخمی ہو گئے۔ پولیس نے پارلیمنٹ ہاؤس تک لانگ مارچ روکنے کے لئے آنسو گیس استعمال کی اور لاٹھی چارج کیا۔

○ سندھ کی صورت حال پر قومی اسمبلی کا اجلاس دوبارہ بلانے کے لئے پی ڈی اے نے دستخط کی مہم شروع کر دی ہے اس کے لئے ۵۴ اراکین کی ضرورت ہے جو پی ڈی اے کے پاس نہیں ہیں چنانچہ پی ڈی اے کے رہنما جماعت اسلامی آزاد اراکین جے یو پی اور جے یو آئی سے رابطہ کر رہے ہیں۔

ضرورت برائے لیڈیز کٹر
ہمیں اپنی فیکٹری واقع ۲۱/۱۸ دارالرحمت وسطی کیلئے ایک لیڈیز کٹر برائے ریڈی میڈ گارمنٹس فوری ضرورت ہے۔ تنخواہ معقول اور حسب لیاقت و تجربہ ہوگی۔ تجربہ رکھنے والی خواتین فوراً رابطہ کریں۔
مینجنگ ڈائریکٹر حبیبہ انڈسٹریل ہوم ۲۱/۱۸ دارالرحمت وسطی ربوہ فون نمبر ۷۸۳

شہد خالص
دستیاب ہے
قیمت فی بوتل فی کلو -/۶۰ روپے
خورشید یونانی دواخانہ رجسٹرڈ
گولے بازار - ربوہ

ربوہ میں پہلی مرتبہ
سیلنگ
شہزاد سیلنگ فین
سائز ۵۶" — ۴۸"
قیمت -/۴۷۵ روپے، -/۴۵۰ روپے
ڈیلر: خان سینیٹری ورکس اقصیٰ روڈ ربوہ فون ۸۳۱

جدید ترین — باسہولت
لال پمپ
عزیز پمپ
مکمل گارنٹی۔ مکمل میٹریل۔ بورنگ اور تسلی بخش فٹنگ کی سہولت کیساتھ پیش کرتے ہیں
ڈیلر: خان سینیٹری ورکس اقصیٰ روڈ ربوہ
فون ۸۳۱

جدید ہومیوپیتھی
کیوریٹو سسٹم (CURATIVE SYSTEM) ہومیوپیتھی کی جدید ترین (MODERN) صورت ہے۔ محض چھوٹی طاقت (۳۰ پوٹینسی یا اس سے کم) کے چند مرکبات تو یورپ اور ایشیا کی کئی کمپنیاں پیش کرتی ہیں لیکن ٹنکچر (Q) سے لے کر ۶، ۳۰، ۲۰۰، ۱۰۰۰، دس ہزار اور لاکھ طاقتوں (POTENCIES) میں ۵۰۰ مکمل اور مختصر کورسز میں عام استعمال کی انسانی، حیوانی اور پولٹری ادویات کا ایک نظام صرف ہم پیش کرتے ہیں۔ پرانی، ضدی، بار بار حملہ کرنے والی اور پیچیدہ امراض کے مکمل کورسز، رہنما لٹریچر کے ساتھ ایسا آسان طریقہ علاج مہیا کرتے ہیں کہ ہومیوپیتھک ڈاکٹروں کے ساتھ ساتھ بڑی تعداد میں ایلوپیتھ ڈاکٹر اور یونانی طبیب بھی ان سے بھرپور استفادہ کر رہے ہیں۔ عام پڑھے لکھے لوگ بھی استفادہ کر سکتے ہیں۔
مفصل لٹریچر ہر شہر کے کیوریٹو سٹاکسٹوں سے مفت یا ایک روپے کے ڈاک ٹکٹ بھیج کر بذریعہ ڈاک طلب کریں۔
کیوریٹو میڈیسن (ڈاکٹر راجہ ہومیو) کمپنی (رجسٹرڈ) ربوہ
فون ۶۰۶، ۶۰۷، ۷۷۱